منصب خلافت اور قبولیت دعا

پیر پرست نہیں بلکہ خدا کے دوست بنیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵؍ جولائی ۱۹۸۶ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنی کی تلاوت کی:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۳﴾

(النمل: ۶۳)

اور پھر فرمایا:

سورۂ نمل کی جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ سوالیہ رنگ میں اس حقیقت کا اظہار فرما رہا ہے کہ کون ہے جو خدا کے سوا بھی تمہاری بے قرار دعاؤں کو یعنی تم میں سے بے قراروں کی دعاؤں کو سنتا ہے جو مجبور اور لاچار ہو چکے ہوں اور پھر ان سے برائی اور تکلیف کو دور فرما دیتا ہے؟ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ اور وہ تمہیں زمین میں خلفاء بنانے والا ہے، تم زمین کے وارث بننے والے ہو۔ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کیا خدا کے سوا بھی کوئی ہے جو یہ سب کچھ کر سکے۔ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ تم تو ادنیٰ سا بھی تدبر نہیں کرتے، کوئی نصیحت نہیں پکڑتے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مضطر کے ساتھ دعا کے تعلق کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا بلکہ ساتھ ہی مسلمانوں کو ایک عظیم الشان خوشخبری مستقبل کے متعلق دی کہ بالآخر زمین کے

وارث تم بننے والے ہو۔ یَجۡعَلُکُمۡ میں ایک مستقبل کی خبر ہے، صرف ایک شرط کا جواب نہیں یعنی یہ نہیں فرمایا گیا کہ کون ہے جو خدا کے سوا تمہیں بنا سکتا ہے بلکہ معین خبر دی جا رہی ہے وَیَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ تم لازماً اس زمین میں خلفاء بننے والے ہو۔ اور خلفاء الارض سے مراد یہ ہے کہ بالآخر زمین کے وارث تم ہی بنائے جاؤ گے اور اس دنیا کی تقدیر کا فیصلہ تمہارے ذریعہ ہوگا۔

آج کی دنیا میں یہ اعلان بہت عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن چودہ سو سال پہلے تو بہت ہی عجیب تھا۔ عرب کے ایک ایسے ملک میں جہاں جہالت پرورش پا رہی تھی خدا تعالیٰ نے دنیا کا سب سے بڑا معلّم پیدا فرما دیا۔ اور اس وقت جبکہ دنیا کی تہذیب عرب کے دائیں سے بھی گزر جاتی تھی اور بائیں سے بھی گزر جاتی تھی اور عرب کی بے آب و گیاہ صحراؤں کو تہذیب سے کوئی دور کا بھی علاقہ نہیں تھا، اس وقت جبکہ سیاست بھی مشرق میں نشو ونما پا رہی تھی یا مغرب میں نشو ونما پا رہی تھی اور سیاست سے خالی ایک جزیرے کی طرح یہ جزیرہ نما عرب واقع تھا، عرب قوم کی کوئی بھی حیثیت نہیں تھی، کسریٰ کی حکومت بھی اسے تذلیل کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی اور قیصر کی حکومت بھی اسے تخفیف کی نظر سے دیکھتی تھی۔ یہی نہیں بلکہ جس وقت خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو یہ خوشخبری عطا فرمائی۔ خود عرب میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی کوئی بھی حیثیت مسلّم نہیں تھی۔ مضطر کی دعا سے اس کلام کا آغاز فرمانا ظاہر کرتا ہے کہ اس وقت ابھی مسلمانوں کی اضطرار کی کیفیت تھی۔ اس وقت یہ دعویٰ کرنا کہ بالآخر تم ساری زمین کے وارث اور خلفاء بنائے جاؤ گے، ایک بہت ہی عجیب مگر بہت ہی عظیم الشان دعویٰ تھا۔ پس آج بھی اس دعویٰ سے تعجب ہوتا ہے تو گزرے ہوئے کل میں تو یہ تعجب اور بھی زیادہ ناممکنات کی حدود میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ مگر ایسا ہی ہوگا کیونکہ خدا کا کلام بہر حال پورا ہوتا ہے اور کوئی دنیا کی تقدیر، کوئی دنیا کی طاقت، کوئی دنیا کی تدبیر اسے بدل نہیں سکتی۔

پس آج جبکہ دنیا میں ایک طرف سیاست کے دھارے رواں دواں ہیں اور دنیا کی قومیں یہ سمجھ رہی ہیں کہ بالآخر انسانوں کی تقدیر ان کے باہمی جنگ و جدال کے بعد ان میں سے ایک کے غلبہ پانے کے بعد طے ہوگی اور انسانوں کی تقدیر کی کنجیاں ان کے ہاتھوں میں تھمائی جائیں گی، قرآن اس کے برعکس ایک اعلان کر رہا ہے اور قرآن کے اعلان کے مطابق آج وہی لوگ خدا کی زمین کے

وارث ہیں اور کل وارث بننے والے ہیں جو خدا تعالیٰ سے دعاؤں کا تعلق جوڑتے ہیں اور قبولیت دعا کے نشان پاتے ہیں۔ آج جس قوم میں بھی یہ علامتیں پائی جاتی ہیں لازماً وہی ہے جس کے ساتھ آئندہ انسانیت کا مستقبل وابستہ ہو چکا ہے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کے تجربے کا تعلق ہے یہ تجربہ ایک یا دو اشخاص تک محدود نہیں، یہ تجربہ اس نوع کا تجربہ نہیں کہ بعض جماعتیں اپنے پیروں کی روحانیت سے زندہ ہوں اور ان کی قبولیت دعا کے نشان دیکھ کر ان کی روحانیت پلتی ہو۔ جماعت احمدیہ عالمگیر روحانی لحاظ سے ایک ایسی زندہ جماعت ہے کہ زمین کے کناروں تک جہاں بھی جماعت احمدیہ پائی جاتی ہے خدا تعالیٰ کے براہ راست تعلق کے نشان دیکھ رہی ہے۔ وہی اس کی زندگی کی غذا ہیں اور وہی آئندہ مستقبل میں ان کے لئے یقین کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ دنیا جس قسم کی مخالفتیں بھی چاہے کر لے، جیسے جیسے اندھیرے بھی ہمارے سامنے ہماری راہ روکتے ہوئے دکھائی دیں، دعا کا تعلق ایک ایسا تعلق ہے، یہ ایک ایسا ہتھیار ہے جو ہر قسم کی مخالفتوں پر بالآخر غالب آنے والا ہے اور ہر قسم کے اندھیروں کے سینے چیرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

روزانہ جو مجھے سینکڑوں خطوط موصول ہوتے ہیں ان میں بکثرت قبولیت دعا کے نشانات کے اظہار پر مبنی خطوط بھی ہوتے ہیں۔ کہیں کوئی فجی کے دور دراز جزیرے میں بیٹھا رات کو دعا کرتا ہے اور صبح اس کی قبولیت کا نشان دیکھتا ہے اور قلم اٹھاتا ہے اور مجھے لکھنے لگتا ہے کہ الحمدللہ کہ میرا ایمان آج کل کی نسبت زیادہ مضبوط ہے۔ کہیں کوئی امریکہ کے مادہ پرست علاقوں میں جو بظاہر آباد لیکن درحقیقت روحانیت کے لحاظ سے سنسان علاقہ ہے، وہاں کسی ذاتی ضرورت کے لئے یا کسی جماعتی ضرورت کے لئے دعا کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اسے رؤیا میں وقت سے پہلے معین طور پر اطلاع دیتا ہے کہ ہاں میں نے تمہاری دعا کو سنا اور ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ اس کے بعد جب وہ اس پیغام کو عملاً تعبیر کی صورت میں ڈھلتا ہوا دیکھتا ہے تو قلم اٹھاتا ہے اور مجھے لکھتا ہے کہ آج میں نے خدا کے قرب کا یہ نشان پایا اور یہ سب احمدیت کی برکت سے ہے۔ یہ واقعات دنیا میں ہر جگہ ہو رہے ہیں۔ پاکستان میں بھی ہو رہے ہیں اور پاکستان سے باہر بھی ہو رہے ہیں، مشرق میں بھی ہو رہے ہیں اور مغرب میں بھی ہو رہے ہیں، یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی کوئی دنیا کا خطہ ایسا نہیں جو احمدیت کے نور سے منور ہو چکا

ہو اور وہاں اللہ تعالیٰ قبولیت دعا کے ذریعہ اپنے قرب کے نشان ظاہر نہ فرما رہا ہو۔

چند واقعات، محض گنتی کے چند واقعات نمونہ کے طور پر آج میں نے چنے ہیں تا کہ آپ کو بتاؤں اور یقین دلاؤں کے قرآن کریم کی اس آیت کی رو سے آپ ہی ہیں جن کے ذریعہ انسان کی تقدیر بنائی جائے گی کیونکہ آپ کے اندر قبولیت دعا کے نشان پائے جاتے ہیں اور لامحدود نشان پائے جاتے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے میں جہاں جہاں بھی احمدی آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ خدا تعالیٰ براہ راست اس سے تعلق رکھتا ہے، کبھی اس کی دعائیں سنتا ہے کبھی اس کے لئے دعائیں سنتا ہے۔

ڈھاکہ کے ایک احمدی دوست اپنے ایک زیر تبلیغ دوست کے متعلق جو احمدی نہیں یہ لکھتے ہیں کہ میں ان کو سلسلے کا لٹریچر بھی دیتا رہا اور کیسٹس بھی سناتا رہا جس سے رفتہ رفتہ ان کا دل بدلنے لگا اور جماعت کے لٹریچر سے ان کو وابستگی پیدا ہوگئی اور وہ شوق سے مانگ کر پڑھنے لگے۔ اس دوران ان کی آنکھوں کو ایک ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے یہ کہہ دیا کہ تمہاری آنکھوں کا نور جاتا رہے گا اور جہاں تک دنیاوی علم کا تعلق ہے کوئی ذریعہ ہم نہیں پاتے کہ تمہاری آنکھوں کی بصارت کو بچا سکیں۔ اس کا حال جب ان کے غیر احمدی دوستوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے طعن و تشنیع شروع کر دی اور یہ کہنے لگے کہ اور پڑھو احمدیت کی کتابیں، یہ احمدیت کی کتابیں پڑھ کر تمہاری آنکھوں میں جو جہنم داخل ہو رہی ہے اس نے تمہارے نور کو خاکستر کر دیا ہے۔ یہ اسی کی سزا ہے جو تمہیں مل رہی ہے۔ انہوں نے اس کا ذکر بڑی بے قراری سے اپنے دوست سے کیا۔ انہوں نے کہا تم بالکل مطمئن رہو تم بھی دعائیں کرو میں بھی دعائیں کرتا ہوں اور اپنے امام کو بھی میں دعا کے لئے لکھتا ہوں اور پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح تم پر فضل نازل فرماتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد چند دن کے اندر اندر ان کی آنکھوں کی کایا پلٹنی شروع ہوئی اور دیکھتے دیکھتے سب نور واپس آ گیا۔ جب دوسری مرتبہ وہ ڈاکٹر کو دکھانے گئے تو انہوں نے کہا اس خطرناک بیماری کا کوئی بھی نشان میں باقی نہیں دیکھتا۔

عبدالباسط صاحب مبلغ جرمنی لکھتے ہیں کہ نیورن برگ (Nurun Burg) میں ایک دلچسپ واقعہ ہوا۔ ایک احمدی دوست مجھے (حضور کو لکھا ہے انہوں نے) خط لکھ رہے تھے دعا کے لئے۔ تو ایک عرب دوست نے پوچھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں کس کو خط لکھ رہے ہیں؟ انہوں نے کہا

کہ میرا کیس جو عدالت میں چل رہا ہے اس کے فیصلے کا دن قریب آ رہا ہے اور میں بہت پریشان ہوں اور ہم اپنے امام کو دعاؤں کے لئے خط لکھتے ہیں وہ ہمارے لئے دعائیں کرتے ہیں اللہ فضل فرماتا ہے۔اس لئے میں نے دنیا کی تدبیریں تو کر لیں اب میں یہ تدبیر بھی کر رہا ہوں۔اور دوسرے یا تیسرے دن ہی اس کیس کا فیصلہ ہوا تو ان کے حق میں ہو گیا اور اس عرب دوست نے متأثر ہو کر ان سے کہا کہ میرے لئے بھی دعا کے لئے خط لکھو۔چنانچہ انہوں نے مجھے یہ واقعہ لکھا اور اپنے عرب دوست کے لئے بھی دعا کے لئے خط لکھا اور کچھ دن کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا کیس بھی منظور ہو گیا۔دنیا کی نظر میں تو یہ ایک اتفاقی واقعہ بھی ہو سکتا ہے لیکن دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب کے اطمینان کی خاطر یہ بھی کیا کہ جس دن پہلے احمدی دوست کو میرا جواب کا خط ملا ہے اسی دن ان کا کیس منظور ہوا اور جس دن اس عرب دوست کو میری طرف سے اطمینان کا پیغام ملا اسی دن ان کا کیس منظور ہوا۔

جہاں تک ان دونوں کے دل کا تعلق ہے وہ تو اپنے رب سے بہت راضی ہوئے اور کامل طور پر ان کے دل اس یقین سے بھر گئے کہ آج دنیا کا ایک خدا ہے جو مضطر کی دعا کو سنتا ہے۔کبھی اس کی اپنی دعا کو اپنے لئے کبھی کسی اور مضطر کی دعا کو ان کے لئے سن لیتا ہے۔یہ بات وہ کہتے ہیں جب مشہور ہوئی تو ایک اور غیر احمدی دوست نے اپنے پاکستانی احمدی دوست سے یہ درخواست کی کہ ہمارے خاندان کا ایک فرد ایک لمبے عرصہ سے بیمار چلا آ رہا ہے اور ڈاکٹروں کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ اس کی بیماری ہے کیا اور دن بدن پریشانی بڑھتی چلی جا رہی ہے اس لئے میرے لئے بھی دعا کا لکھو۔ چنانچہ انہوں نے ان باتوں کا حوالہ دیتے ہوئے مجھے اس دوست کے لئے بھی دعا کے لئے لکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ایک دن ڈاکٹروں نے اس بیماری کی تشخیص کی اور دیکھتے دیکھتے وہ مریض شفا پا گیا اور اس میں بھی لطف کی بات یہ تھی کہ جب میرا خط ان کو ملا تو دعا کرنے کی تاریخ وہی تھی جس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان ڈاکٹروں کو صحیح تشخیص کی توفیق عطا فرما دی۔

ان واقعات کے اظہار سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں جماعت کو ایک ایسی پیر پرستی کی تعلیم دوں جس کو جماعت احمدیہ نہ صرف یہ کہ قبول نہیں کرتی بلکہ جس کے خلاف جہاد کی تعلیم دیتی ہے۔ خلیفہ وقت کو جب دعا کے لئے خط لکھتے ہیں تو اول تو یہ ضروری نہیں کہ خلیفہ وقت کی ساری دعائیں

ضرور قبول ہوں۔ دوسرے یہ کہ خلیفہ وقت کی ذاتی بزرگی سے زیادہ اس میں منصب خلافت کے اس وقار کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ دنیا میں قائم فرمانا چاہتا ہے اور اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ آپ اپنی دعاؤں کو، اپنے مسائل کو دعا کا خط لکھ کر خلیفہ وقت کی طرف منتقل کر دیں اور ذاتی طور پر دعا سے غافل ہو جائیں۔ میرا لمبا تجربہ مجھے بتاتا ہے کہ میری دعا کی قبولیت میں دعا کے لئے لکھنے والے کا خلوص اور اس کے ایمان کے معیار کا گہرا تعلق ہوتا ہے اور اس کی اپنی دعاؤں کا بھی بہت دخل ہوتا ہے۔ اگر سچے خلوص اور پیار اور محبت کے ساتھ منصب خلافت سے وابستگی کے اظہار کے طور پر کوئی دعا کے لئے لکھتا ہے تو بسا اوقات اس کے حق میں غیر معمولی طور پر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اگر اس معیار میں کمی پیدا ہو جائے یا کچھ اور عناصر ایسے داخل ہو جائیں جن کو خدا تعالیٰ پسند نہیں فرماتا تو پھر ایسے لوگوں کے حق میں دعاؤں کی قبولیت اس شان کے ساتھ، اس وضاحت کے ساتھ جلوہ افروز نہیں ہوتی۔

ایران سے ڈاکٹر فاطمہ زہرہ لکھتی ہیں کہ میرا اکلوتا بیٹا دائیں ٹانگ کی کمزوری کی وجہ سے بیمار ہوا اور دن بدن حالت بگڑنے لگی یہاں تک کہ وہ لنگڑا کے چلنے لگا اور ماہر امراض کو دکھایا گیا لیکن کوئی تشخیص نہ ہوسکی اور انہوں نے اس کی صحت سے متعلق مایوسی کا اظہار کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ مجھے اچانک دعا کا خیال آیا اور اس خیال کے ساتھ میں نے خود بھی دعا کی اور آپ کو بھی دعا کے لئے خط لکھا اور اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ مریض جسے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا اسی دن سے روبصحت ہونے لگا اور باوجود اس کے کہ ڈاکٹروں کو اس کی بیماری کی کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی اس لئے علاج سے بھی معذور تھے، بغیر علاج کے اس دن سے دیکھتے دیکھتے اس کی حالت بدلنے لگی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب وقت تحریر وہ بالکل صحیح ہے۔

بنگلہ دیش کے امیر صاحب ایک دلچسپ واقعہ لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں ایک احمدی دوست کا چندہ بقایا تھا اور وہ غربت کی وجہ سے وہ ادا نہیں کر سکتے تھے لیکن احساس بہت تھا، سخت بے قرار تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ مجھے آکر انہوں نے یہ کہا کہ چندہ میرے سر پر ہے اور میں سخت بے قرار ہوں اور کوئی صورت نظر نہیں آتی اس کی ادائیگی کی۔ ایک میرے پاس ناریل کا درخت ہے اور وہ سوکھ چکا ہے، اس کی وہ شاخیں جو پھل دیتی ہیں وہ مرجھا گئی ہیں اور میں نے آج یہ نیت کی ہے کہ اے خدا! اگر تو اس درخت کو زندہ کر دے تو جو بھی آمد ہوگی میں تیری جماعت کے سامنے چندے کے طور پر پیش کر دوں

گا۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ پتہ نہیں کس نیت اور جذبے کے ساتھ اس نے یہ دعا مانگی تھی کہ وہ مدتوں سے مرا ہوا درخت دیکھتے دیکھتے ہرا ہونا شروع ہوا اور اس قدر پھل سے لد گیا کہ سارے چندوں کے بقائے اسی کے پھل سے پورے ہوئے اور پھر بھی اس کے لئے کچھ بچ گیا۔

نائیجریا سے سیف اللہ صاحب چیمہ تحریر فرماتے ہیں کہ گزشتہ مرتبہ جب میں آپ سے ملنے آیا میری بیوی بھی ساتھ تھی۔ ہم نے ذکر کیا کہ ایک عرصے سے ہماری شادی ہوئی ہے اور کوئی اولاد نہیں۔ اس وقت آپ نے بے اختیار یہ فقرہ کہا کہ ''بشریٰ بیٹی آئندہ جب آؤ تو بیٹا لے کر آنا'' وہ کہتے ہیں کہ الحمد للہ میں آپ کو یہ خوشخبری دے رہا ہوں کہ اب جب ہم آپ سے ملنے آئیں گے تو بیٹا لے کر آئیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ بیٹا عطا فرما چکا ہے۔

اسی طرح ایک غانین خاتون لکھتی ہیں: میری اولاد پیدائش کے دو ہفتے کے اندر اندر فوت ہو جاتی تھی۔ میں نے آپ کو دعا کے لئے خط لکھا اور مجھے یہ عجیب جواب ملا کہ ''بچے کا نام امۃ الحیٔ رکھنا'' جو بیٹی کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نشان دیکھ کر میں حیران رہ گئی کہ خدا نے مجھے بیٹی عطا فرمائی جس کا نام میں نے امۃ الحی رکھا اور ایک سال ہو چکا ہے وہ خدا کے فضل سے صحت مند اور ہشاش بشاش ہے۔

یہ جو دو واقعات میں نے آخر پر بیان کئے ہیں ان سے متعلق بھی میں جماعت کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بسا اوقات جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی امت کو خوشخبری دی کہ بسا اوقات ایسے بھی ہیں میری امت میں جن کے سر خاک آلودہ ہیں، جن کی کوئی بھی حیثیت نہیں لیکن **لو اقسم علی اللہ لا برہ** (سنن ابی داؤد کتاب الدیات حدیث نمبر: ۳۹۷۹) اگر وہ خدا کی قسم کھا کر ایک بات کہہ دیں تو اللہ ان کے لئے ایسی غیرت رکھتا ہے کہ اس بات کو پورا کر دیتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اپنی امت کا جو مقام دکھایا گیا آج میں ہی نہیں جماعت میں بکثرت ایسے لوگ ہیں جو آنحضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس عظیم خوشخبری کو بارہا پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن انسانیت کا ایک مقام ہے جو عبدیت کا مقام ہے، اسے کسی قیمت پر بھی خدائی کے مقام میں تبدیل نہ ہونے دیں۔ اور اپنے مقام انکسار سے ہرگز نہ ہٹیں، نہ یہ کوشش کریں کہ مجھے اس مقام سے جس مقام کے سوا میرا اور کوئی مقام نہیں یعنی عبدیت کا مقام، اس سے سرکانے کی کوشش کریں اور مجھ

سے ایسی توقعات رکھیں گویا میرا کہنا ہر صورت میں خدا کا کہنا بن جاتا ہے۔ یہ جو دو واقعات میں نے لکھے ہیں۔ ایسے بہت سے اور واقعات بھی ہیں لیکن ہمیشہ یہ واقعات تب درست ثابت ہوتے ہیں جب ان پر میرا اختیار نہ ہو۔ بلا ارادہ بغیر تکلف کے بعض دفعہ دل کی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ بے اختیار منہ سے ایک کلمہ نکلتا ہے اور وہ کلمہ کہنے کے بعد دل محسوس کرتا ہے کہ اس کے پیچھے خدائی قوت تھی اور دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرمائے گا۔ لیکن ان واقعات کو سن کر بعض دفعہ لوگ یہ لکھتے ہیں کہ آپ ہمارے بیٹے کے لئے ایک نام تجویز کریں اور ایک ہی نام تجویز کریں یا ہم بیٹی چاہتے ہیں اور آپ بیٹی تجویز کریں۔ خدا کی تقدیر وہ تو نہیں بنا سکتے نہ میں بنا سکتا ہوں اور اگر میں ایسا کروں تو میں تکبر کا مرتکب ثابت ہوں گا۔ اور تکبر سے بڑا اور مکروہ گناہ اور کوئی نہیں۔ ہر گز تکلف کے ساتھ کسی انسان سے یہ توقع رکھنا، خواہ آپ کی نظر میں اس کا کوئی مقام ہو کہ وہ بالارادہ خدا کے اوپر ایک بات کہے اور پھر یہ اعلان کر دے کہ یہ بات ضرور پوری ہوگی، یہ عبدیت کا نہیں بلکہ خدائی کا دعویٰ کرنے کے مترادف ہے۔ میں تو یہ جانتا ہوں کہ ایسی بھی دعائیں ہوتی ہیں جو بڑی بے قراری سے کرتا ہوں اور بعض دفعہ قبول نہیں ہوتیں۔ اور ایسی بھی دعائیں ہوتی ہیں جو بے اختیاری سے دل سے نکلتی ہیں، کوئی ان میں تکلف نہیں پایا جاتا، کوئی زور نہیں لگایا جاتا لیکن دل سے اٹھتی ہوئی بھی محسوس ہوتی ہیں کہ لازماً عرش الٰہی تک جا پہنچیں گی اور لازماً مقبول ہوں گی۔

تو یہ کیفیتیں بندے اور خدا کے تعلقات کی کیفیتیں ہیں۔ صرف مجھ میں یہ کیفیتیں دیکھنے کے خواہاں نہ ہوں۔ اپنی ذات میں یہ کیفیات دیکھنے کی تمنا کریں۔ احمدیت اس طرف آپ کو بلا رہی ہے۔ احمدیت آپ کو پیر پرستی کی طرف نہیں بلکہ خدا کا دوست بننے کی طرف بلا رہی ہے۔ آج ایک شخص سے ساری دنیا کی تقدیر کو وابستہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہاں خلفاء الارض ہیں جن کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رحمت کو وابستہ کیا جا سکتا ہے۔

پس آپ سب خلفاء الارض ہیں یعنی خدا کی نظر میں آپ کو خلفاء الارض بننا پڑے گا۔ اگر آپ اپنے اندر وہ صفات حسنہ پیدا نہیں کریں گے جو آپ کو خدا کی نگاہ میں خلفاء الارض بنا دیں اس وقت تک دنیا کے اندر عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کرنے کے خواب محض ایک احمقانہ بڑ کی حیثیت رکھتے ہیں اس سے زیادہ کوئی نہیں۔

اس لئے یہ سارے واقعات سنانے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ ہمارا اوڑھنا اور بچھونا دعا ہی ہے اور دعا ہی ہمارا اوڑھنا اور بچھونا ہمیشہ رہنی چاہئے۔ خدا سے ذاتی تعلق میں جماعت احمدیہ کی زندگی ہے اور یہ تعلق کسی ایک انسان کے تعلق کے نتیجے میں کافی نہیں ہوسکتا بلکہ بکثرت دنیا کے کونے کونے میں ہر احمدی کو یہ تعلق ذاتی طور پر قائم کرنا ہوگا اور اپنے علاقہ کے لئے اس الٰہی تعلق کا نشان بننا ہوگا۔ جب تک بکثرت تمام دنیا میں احمدیت کی صداقت کا یہ نشان ظاہر نہیں ہوتا آج دلائل کی رو سے آپ دنیا کے دل جیت نہیں سکتے۔ دنیا اتنی تیزی کے ساتھ مادہ پرستی کی طرف دوڑ رہی ہے کہ اور نقد سودوں کی عادی ہوچکی ہے۔ مشاہدات کی دنیا میں رہتے رہتے انسان محض اس چیز کا قائل ہونے کا دماغ رکھتا ہے جسے وہ آنکھوں کے سامنے پورا ہوتا دیکھے۔ اس لئے دلائل کی دنیا ماضی کی باتیں ہیں۔ ہاں بعض انسانوں پر دلائل بھی اثر کرتے ہیں لیکن انسان کے مستقبل کی تعمیر کے لئے ہرگز دلائل کافی نہیں۔ جہاں تک خدا کی ہستی کا تعلق ہے اس کا یقین خدا والوں کی ہستی سے ہوگا۔ جب تک دنیا بکثرت خدا والے نہیں دیکھ لیتی خدا کی ہستی پر کامل یقین دنیا پیدا نہیں کرسکتی اور جب تک خدا کی ہستی پر کامل یقین پیدا نہیں ہوجاتا اس وقت تک اسلام کے عظیم الشان پیغام کو حقیقی گہرائی کے ساتھ صمیم قلب کے ساتھ قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوسکتی۔ دنیا ترک کرنا ایک مشکل کام ہے دنیا کی لذتیں ایک موہوم خیال کے پیچھے چھوڑ دینا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ بسا اوقات آپ دیکھیں گے کہ دلائل کی قوت کے ساتھ آپ بڑے بڑے مفکرین کا منہ بھی بند کردیں گے مگر ان کے دل جیتنے کی طاقت آپ نہیں پائیں گے۔ دل جیتنے کے لئے آپ کو لازماً خدا والا بننا ہوگا، لازماً خدا کے تعلق کے نشان اپنے گردوپیش اپنے ماحول میں دکھانے ہوں گے۔

اور یہ ایک مشکل کام نہیں بلکہ سب کاموں سے زیادہ آسان ہے۔ آج یہ میدان خالی پڑا ہے۔ آج ارب ہا ارب خدا کے بندے ایسے ہیں جو خدا کی طرف پیٹھ کر کے اور دنیا کی لذتوں کو منہ کے سامنے رکھ کر چل رہے ہیں۔ کتنے ہیں اس میدان میں جو خدا کو خدا مان کر پکارنے والے ہیں۔ پس ہر وہ آواز جو خدا کو صمیم قلب سے یاد کرے گی، ہر وہ آواز جو کامل یقین کے ساتھ اپنے رب کو پکارے گی میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ وہ آواز ضرور سنی جائے گی۔ آپ کی کمزوریوں کے باوجود اللہ آپ سے پیار کا سلوک فرمائے گا اس لئے یہ مشکل کام نہیں۔ ہر جگہ ہر احمدی کو روحانی قوتوں کو

نمایاں کرنے کے لئے ،روحانی قوتوں کو چمکانے کے لئے کسی بڑے چہروں کی ضرورت نہیں ہے۔ میری ساری زندگی کے تجربے کا نچوڑ یہ ہے کہ خلوص اور پیار کے ساتھ، درد کے ساتھ اپنے رب کو پکار کر دیکھیں کس طرح خدا آپ کے پیار کا آپ سے بڑھے ہوئے پیار کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ بارہا آزمائی ہوئی باتیں ہیں۔ اس میں کون سی مشکل ہے۔ کونسے بڑے ایسے تکلیف دہ آزمائش کے دور ہیں جن سے گزرنا ہوگا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آزمائش کے اور تکلیف کے ہر دور کا علاج اس میں ہے۔ جتنی دنیا کی تکلیفیں آپ کے سامنے منہ پھاڑے ظاہر ہوتی ہیں، جتنے مصائب اور جھمیلے آپ کو گھیرتے ہیں ان سب کا ایک ہی جواب ہے اور وہ وہی جواب ہے جس کا قرآن کریم اس آیت میں ذکر فرماتا ہے

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ
وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۶۳